اقبال کی شاعری میں تصورِ فقر

ذیشان دانش

فقر اپنے لغوی معنوں میں تہی دستی، غربت، افلاس، محتاجی اور ناداری کے لیے مستعمل ہے۔[i] اقبال کے ہاں فقر اپنے لغوی معنوں یعنی مفلسی، فقیری یا گداگری کے مفہوم میں استعمال نہیں ہوا، بلکہ اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن حکیم میں فقر سے متعلق آیت میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: صدقات ان فقیروں کا حق ہیں، جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے ہیں کہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے۔ جاہل ان کو ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے غنی سمجھتا ہے۔[البقرۃ:۲۷۳][ii]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو پسند کیا اور فرمایا: اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین [اے اللہ، مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی میں وفات دے اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کے گروہ میں اٹھا۔[سنن الترمذی]][iii]

اقبال جس کا دعویٰ ہے کہ میری شاعری میں کوئی بھی بات خلاف دین نہیں ہے، اپنی شاعری میں فقیری کو اپنا طریق قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی ایک نظم "جاوید کے نام: لندن میں اُس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر" میں لکھتے ہیں:

میرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے

خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر[iv]

اسی طرح اپنی ایک نظم "فقر" میں فرماتے ہیں:

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست

ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ ست[v] [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

ترجمہ: فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا کا نام ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متاع ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔

اقبال کے اردو اور فارسی کلام میں بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں فقر و درویشی کو ایک عزیز متاع کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دوسری طرف اقبال اپنے کلام میں ضعف، کمزوری اور فقر کو مومن کے شایان شان قرار نہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اپنے آخری شعری مجموعے جاوید نامہ میں "خطاب بہ جاوید: سخنے بہ نژادِ نو" میں کہتے ہیں:

مومن و پیشِ کساں بستن نطاق

مومن و غداری و فقر و نفاق[vi]

ترجمہ: مومن اور دوسروں کی غلامی کرے؟ مومن ہو اور غداری، نفاق اور فاقہ مستی اختیار کرے؟

اسی طرح "ابو العلا معری" نامی نظم میں کہتے ہیں:

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات[vii]

اقبال جیسے انقلابی شاعر سے یہی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ضعیفی کو جرم عظیم قرار دیں اور فقر کو مومن کے لیے ناپسندیدہ سمجھیں۔ بلکہ جاوید نامہ میں خطاب بہ جاوید میں تو انھوں نے فقر کو غلامی، غداری اور نفاق کے ساتھ بیان کر کے فقر سے متعلق اپنی ناپسندیدگی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

اقبال کی شاعری میں فقر سے متعلق نظر آنے والے بظاہر ان متضاد بیانات کو سمجھنے سے قبل ہم دیکھتے ہیں کہ صوفی ادب میں فقر جو کہ ایک مشہور و معروف اصطلاح ہے، اس سے کیا مراد ہے۔ کشف المحجوب میں حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے فقر کو بہت بڑا مرتبہ دیا ہے اور فقرا کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اس لیے کہ انھوں نے دنیا کے ظاہری اور باطنی اسباب کو ترک کر کے پورے طور پر اسباب کے پیدا کرنے والے [اللہ تعالیٰ] کی طرف رجوع کیا، یہاں تک کہ ان کا فقر ان کے لیے فخر ہو گیا۔۔۔۔۔ پس فقیر وہ ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ کسی چیز سے اس کا نقصان ہو، نہ تو اسباب دنیوی کے موجود ہونے سے وہ غنی ہوتا ہے اور نہ ہونے سے اس کا محتاج رہتا ہے۔ اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے فقر کے نزدیک برابر ہے اور اگر ان اسباب کے نہ ہونے پر وہ زیادہ خوش ہو تو جائز ہے، اس لیے کہ مشائخ صوفیا نے فرمایا ہے کہ درویش جتنا تنگ دست ہوتا ہے، اتنا ہی وہ خوش حال ہوتا ہے کیونکہ اسباب کا ہونا درویش کے لیے بہت برا ہے، یہاں تک کہ جتنا کسی چیز کو وہ خود اپنے پاس روکے رکھتا ہے، اتنا ہی وہ خود مقید اور پابند رہتا ہے۔ پس اولیاء اللہ کی زندگی مخفی عنایات اور اسرار الٰہی کے ساتھ قربِ حق میں بہتر ہے نہ

کہ دنیا کے اسباب کے ساتھ جو بے وفا اور بدکاروں کا گھر ہے۔ غرض دنیوی سازوسامان رضائے الٰہی کے راستے سے روکنے والے ہیں۔[viii]

داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی روشنی میں کلام اقبال پر نظر ڈالی جائے تو اقبال فقر کو اپنا طریق اس لیے قرار دیتے ہیں کہ فقر انسان کی خودی کو پروان چڑھاتا ہے اور اسے خدا کے قریب لاتا ہے۔ انسان خدا کے قریب اسی وقت ہو گا جب وہ غیر اللہ کی نفی کرے گا۔

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل

یک نگاہِ راہ بیں، یک زندہ دل

فقر کارِ خویش را سنجیدن است

بر دو حرفِ لا الہ پیچیدن است[ix]

ترجمہ: اے مادی سامان کے غلاموں جانتے ہو کہ فقر کیا ہے ایک نگاہ جو صحیح راستہ دیکھ لے اور ایک دل جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو۔

فقر اپنے کام کا محاسبہ کرنا ہے اور لا الہ کو اپنے اعمال کا مرکز بنانا ہے۔

اقبال کی شاعری میں خودی ہی وہ بنیادی نقطہ ہے جو انسان کی عظمت اور وقار کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اقبال کے ہاں فقر در حقیقت خودی کی طرح ایک بلند اخلاقی وصف ہے، اقبال نے فقر کی طرح خودی کے بارے میں بھی کہا ہے:

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ

خودی ہے تیغ، فساں لا الہ الا اللہ[x]

اور

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پر تیغ خودی

اس کی شرح میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اقبال نے اس شعر میں فقر کو "سان" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن ضرب کلیم میں توحید الٰہی کو بمنزلہ سان قرار دیا ہے۔ خودی ہے تیغ، فساں لا الہ الا اللہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقر، اور توحید الٰہی، دونوں میں شدید مناسبت پائی جاتی ہے۔ یعنی فقر، توحید سے جدا کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ عقیدہ کے لحاظ سے دیکھو تو توحید ہے۔ عمل کے اعتبار سے دیکھو تو فقر ہے۔ جب ایک مسلمان عقیدہ توحید کو اپنی عملی زندگی سے ظاہر کرتا ہے، تو وہی عقیدہ فقر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔[xi]

واصف علی واصف کے مجموعہ کلام "شب چراغ" کی نظم "گلیم بوذری" میں فقر کو یوں بیان کرتے ہیں:

فقر کیا ہے، فکر دنیا سے نجات

فکر عقبیٰ، فقر کا راز حیات

فقر ہے الفقر فخری بالیقیں

فقر کے دامن میں مال و زر نہیں[xii]

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ: فقیر وہ نہیں جس کا ہاتھ سازوسامان دنیوی سے خالی ہو، بلکہ فقیر وہ ہے جس کی طبیعت مراد سے خالی ہو۔[xiii]

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے بھی غنی نہیں ہوتا۔ یعنی فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے آرام نہیں پاتا، اس لیے کہ اس کی ذات کے سوا اس کا کوئی مقصود اور مطلوب نہیں ہوتا۔[xiv]

بزرگوں کے ان اقوال کی روشنی میں فقیر وہ نہیں ہے جس کے پاس دنیاوی سازوسامان نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا دل ان کی طرف مائل نہ ہو اور ان کی محبت اور ان کی طرف میلان سے بالکل خالی ہو۔ اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے جسے اس ساری گفتگو میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، فرمایا:

ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک الناس (سنن ابن ماجہ)

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ کی نظر میں پسندیدہ بن جاؤ تو اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کر لو اور اگر تم چاہتے ہو کہ لوگوں کی نظر میں پسندیدہ بن جاؤ تو جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ۔[xv]

دور جدید کے مشہور صوفی بزرگ واصف علی واصف کے بقول: امیر کی سخاوت یہ ہے کہ وہ غریبوں پر خرچ کرے اور اور غریب کی سخاوت یہ ہے کہ امیروں کے مال کی طرف نہ دیکھے۔[xvi]

فقر، درویشی اور فقیری وہی ہے جس میں انسان مال و اسباب سے حقیقتاً بے نیاز ہو جائے۔ اس کے لیے مال و اسباب کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔ تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر سے پناہ مانگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا منقول ہے کہ: اللہم انی اعوذ بک من الفقر (سنن النسائی)۔ یہاں فقر اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے کہ ایسا فقر جو گداگری تک لے جائے۔ حقیقی فقر تو لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو جانے کا نام ہے۔ ایک مشہور قول ہے کہ

کاد الفقر ان یکون کفرا (قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے)۔ لگتا ہے کہ یہاں کفر سے مراد یہ ہے کہ مال و اسباب کا نہ ہونا، انسان کی توجہ اور امید کہیں غیر اللہ کی طرف نہ لے جائے۔ وہی فقر، مطلوب و مقصود ہے جو غیر اللہ سے بے نیاز اور اللہ کی بارگاہ میں محتاجی تک لے جائے۔

اقبال بھی ایسے فقر کی بات کرتے ہیں جس پر امیری بھی رشک کرے اور ایسے فقر سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں جو دوسروں کا دست نگر بنائے۔

زرومی گیر اسرار فقیری

کہ آں فقر است محسود امیری

حذر زاں فقر و درویشی کہ از وے

رسیدی بر مقام سر بزیری[xvii]

ترجمہ: فقیری کے اسرار رومی سے سیکھ۔ اس کے فقر پر امیری رشک کرتی ہے۔ ایسے فقر و درویشی سے بچ، جو تجھے عاجزی و درماندگی کے مقام پر پہنچا دے۔

اقبال بانگ درا کی نظم "میں اور تو" میں فقر و غنا یعنی مال و متاع کے خیال سے بھی آزاد ہونے کی بات کرتے ہیں:

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری[xviii]

بال جبریل کی ایک پوری غزل فقر اور علم کے موضوع پر ہے، جس میں علم اور فقر کا موازنہ کیا گیا ہے۔ یہ اسلوب وہی ہے جو اقبال کے کلام میں کئی مقامات میں سے ایک نظم "عقل و دل" میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ بال جبریل کی اس غزل کے بارے میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

حقائق و معارف کے اعتبار سے یہ غزل بال جبریل کی بہترین غزلوں میں شمار کیے جانے کے لائق ہے۔ اس میں اقبال نے علم [عقل] اور فقر [عشق] کا موازنہ کر کے فقر کی فضیلت واضح کی ہے۔ چونکہ موازنے کے سلسلے میں انھوں نے اپنے فلسفے کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ اس لیے یہ غزل ہماری خاص توجہ کی مستحق ہے۔[xix]

مذکورہ غزل ملاحظہ کیجیے:

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ

فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد

فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم

علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

فقر مقام نظر، علم مقام خبر

فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

علم کا 'موجود' اور فقر کا 'موجود' اور

اشھد ان لا الہ اشھد ان لا الہ

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغ خودی

ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو

تیری نگہ توڑ دے آئنہ مہر و ماہ

---

i القاموس الوحید

ii البقرۃ، ۲۷۳

iii سنن الترمذی

iv جاوید کے نام: لندن میں اُس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر

v فقر

vi خطاب بہ جاوید: سخنے بہ نژادِ نو

vii ابو العلا معری

viii کشف المحجوب

ix فقر

x ضرب کلیم

xi شرح بال جبریل

xii شب چراغ

xiii کشف المحجوب

[xiv] کشف المحجوب

[xv] سنن ابن ماجہ

[xvi] واصفیات

[xvii] کلیات اقبال فارسی

[xviii] بانگ درا

[xix] شرح بال جبریل